مشق

۱۔ نظم کے مطابق درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیں۔

ا۔ اس نظم کا مرکزی خیال لکھیں۔

ب۔ شاعر اپنے دل کی کس امنگ کا ذکر کرتا ہے؟

ج۔ آسمان سے کن کو لانے کی خواہش کا اظہار کیا گیا ہے؟

د۔ جہانِ نو کہاں واقع ہے؟

ہ۔ دنیا میں زیادہ تر لوگ کس قسم کے ہیں؟

و۔ یہ خواہش کیوں کی گئی ہے کہ کائنات ایک ذرہ بن جائے؟

ز۔ قدرت کے طریقے بدلنے میں کیا چیز حائل ہے؟

ح۔ "لکیر کا فقیر" سے کیا مراد ہے؟

ط۔ شاعر کی ذات میں الجھاؤ کی کیا وجہ ہے؟

ی۔ اس نظم کا خلاصہ اپنے الفاظ میں تحریر کریں۔

۲۔ تشریح کریں۔

مگر ہاں باوجود اس کے مرے دل میں جو جوالا ہے
اُمنگوں نے مری ہستی کو اک اُلجھن میں ڈالا ہے

"لکیر کا فقیر ہونا" محاورہ ہے۔ محاورہ کی تعریف کریں اور کوئی سے پانچ محاورات لکھیں۔

ن۔م۔ راشد

ولادت: ۱۹۱۰ء — وفات: ۱۹۷۵ء

ن۔م۔ راشد کا اصل نام راجا نذر محمد جنجوعہ تھا۔ وہ علی پور چٹھہ (گوجرانوالہ) کے گاؤں کوٹ بھاگاں میں پیدا ہوئے۔ گورنمنٹ کالج لاہور سے اقتصادیات میں ایم۔اے کرنے کے بعد اقتصادی بد حالی کا ایک طویل دور گزارا۔ بالآخر تقدیر اُن پر مہربان ہوگئی اور وہ یو۔این۔او سے منسلک ہوگئے۔ انھوں نے کئی ممالک میں کام کیا۔ عمر کا آخری حصہ بیرونِ ملک گزارا اور وہیں وفات پائی۔ ن۔م۔راشد اُردو کی روایتی شاعری سے فنی اور معنوی انحراف کی ایک انوکھی مثال ہیں۔ وہ سخت اور کھردرے جذبات کے شاعر ہیں۔ نظم کے مروجہ روایتی سانچے اُن کے فکر و فن کا ساتھ دینے سے یکسر قاصر تھے۔ چنانچہ وہ ایک نیا رنگ لے کر اُبھرے۔

راشد جدید اُردو نظم کے اوّلین معماروں میں سے ہیں۔ اُن کے تخلیقی ذہن نے نظم کے مروّجہ سانچوں کو قبول نہیں کیا۔ اُنھوں نے نظم میں ہیئت کے متعدد تجربے کیے، اگرچہ اُن کی نظموں کی ہیئت اور تکنیک اُردو نظم کے قاری کے لیے نئی اور انوکھی چیز ہے، لیکن اُنھوں نے زبان کے کلاسیکی اسلوب کو بھی مدِّنظر رکھا۔ اُنھوں نے قوافی کا ایک ایسا نظام مرتب کیا جو نظموں کی داخلی ضرورت نظر آتی ہے۔ اقبالؔ کے عہد تک پہنچتے پہنچتے اُردو نظم میں کئی ایک فنی و فکری تبدیلیاں رونما ہو چکی تھیں لیکن بہر حال اُردو نظم سیدھی سادی اور آسانی سے سمجھ میں آنے والی چیز تھی۔ راشد کی نظمیں اس کے برعکس پیچیدگی اور ابہام لیے ہوئے ہیں۔ اُن کی نظم سادہ اور بیانیہ نہیں ہے بلکہ اُن کی نظموں میں ڈرامائی اور افسانوی انداز ہے۔ اس کے علاوہ اُنھوں نے علامت نگاری سے بھی خوب کام لیا، اس لیے اکثر اوقات قاری کے لیے اُن کی نظموں کے معنی اور مفہوم کی تہہ تک پہنچنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اُن کے بارے میں کئی ایک نقادوں کا خیال ہے کہ وہ آج کے نہیں بلکہ آنے والے کل کے شاعر ہیں۔

مجموعہ ہائے کلام: ماورا، ایران میں اجنبی، لا = انسان، گماں کا ممکن۔

ستارے

(سانیٹ)

نکل کر جُوئے نغمہ خُلد زارِ ماہ و انجم سے
فضا کی وسعتوں میں ہے رواں آہستہ آہستہ
بہ سُوئے نوحہ آبادِ جہاں آہستہ آہستہ
نکل کر آرہی ہے اک گلستانِ زمزم سے !

ستارے اپنے میٹھے مدھرے ہلکے تبسم سے
کیے جاتے ہیں فطرت کو جواں آہستہ آہستہ
سُناتے ہیں اسے اک داستاں آہستہ آہستہ
دیارِ زندگی مدہوش ہے اُن کے تکلم سے!

یہی عادت ہے روزِ اوّلیں سے ان ستاروں کی
چمکتے ہیں کہ دُنیا میں مسرت کی حکومت ہو
چمکتے ہیں کہ انساں فکرِ ہستی کو بُھلا ڈالے

ا لیے ہے یہ تمنا ہر کرن ان نور پاروں کی
کبھی یہ خاک داں گہوارۂ حسن و لطافت ہو
کبھی انسان اپنی گُم شدہ جنّت کو پھر پالے !

(کلیاتِ راشدؔ، لاہور، ماورا پبلشرز بار دوم 1991ء)

مشق

۱۔ اس نظم کا خلاصہ لکھیں۔

۲۔ رات کے وقت آسمان پر جگمگاتے ستاروں کا منظر اپنے الفاظ میں بیان کریں۔

۳۔ نظم ''ستارے'' کا مرکزی خیال لکھیں۔

۴۔ شاعر کے مطابق ستاروں کی روزِ اوّلیں سے کون سی عادت ہے؟

۵۔ اس نظم سے مرکبِ اضافی اور مرکبِ عطفی الگ الگ کر کے لکھیں۔

۶۔ ''گُم شدہ جنت'' سے شاعر کی کیا مُراد ہے؟

* ن۔م۔راشدؔ نے سانیٹ کی ہیئت میں بھی تجربے کیے ہیں۔ درج بالا سانیٹ کے آخری چھے مصرعوں کو دو بند میں تقسیم کر کے ہر بند کی ترتیب ج۔د۔ر رکھ دی ہے۔